Registered

L No. 84.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱) | مطبوعہ ۶ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء بروز جمعہ | جلد (۳۳)

گلدستۂ اخبار

زار کے محل واقعہ پیٹرباف میں کھانے کا کمرہ اس ترکیب سے بنایا گیا ہے کہ کھانے کے وقت خانساماؤں کے موجود رہنے اور کھانا لانیکی ضرورت نہیں رہتی۔ ہر ایک کورس کے اختتام پر گھنٹی بجاتے ہیں میز معہ تمام سامان کے زمین میں غائب ہو جاتا ہے اور دوسرے کھانیکی چیزیں رکابیوں میں چنی ہوئی لیکر خود بخود میز نمودار ہو جاتا ہے۔ **جنرل** کروپاٹکین کا تخمینہ ہے کہ جنگ چار سال تک طول پکڑے گا۔ **گذشتہ سال** صرف بنگال میں ۲ لاکھ ۲۳ ہزار ایک سو ایکڑ زمین میں نیل کی کاشت ہوئی اور بہار میں ۲۴ ہزار ۷۰۰ من نیل بر آمد ہوا بنگال زمین میں ۸ ہزار ۲ سو ۹۰ من نیل پیدا ہوا۔ **امیر البحر** ٹوگو کا بیڑہ روسی بیڑہ بالٹک کے مقابلہ کے لئے تیار ہو رہا ہے۔ **روس کے بحری محکمہ** نے ایک تیسرا بالٹک بیڑہ مرتب کرنا شروع کر دیا ہے۔ **زار نے ظاہر کر دیا ہے** کہ ہم اپنے ولیعہد کے لئے خود مختارانہ حکومت کے اصول قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ **کپتان** کلاڈو قبل از اختتام میعاد قید رہا کر دیا گیا ہے عوام نے بڑے جوش وخروش سے اس کا خیر مقدم کیا۔ **جنگ روس** و جاپان کے سبب سے روس کے اندر سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ روسی وزیر داخلہ نے اسکی خبر زار کو دیدی ہے۔ **پورٹ آرتھر** میں صرف چھ روسی ڈسٹرائر باقی رہ گئے ہیں۔ **جاپان** کے کئی ایک جنگی جہاز ادھر سے گذر گئے ہیں۔

۲ جنوری لندن۔ ٹوکیو کا نامہ نگار روٹر بتلاتا ہے کہ جنرل ٹوگو رپورٹ دیتے ہیں کہ ہمیں نے جنرل سٹوسل کا ایک خط پایا ہے جسمیں وہ مطیع ہو جانیکا ذکر کرتے ہیں۔ بعد کی خبر سے جو اسی تاریخ کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ جاپانیوں نے گلونشکی قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ **۲ جنوری لندن۔** ٹوکیو سے روٹر کا نامہ نگار کہتا ہے کہ گمان کیا جاتا ہے کہ آج پورٹ آرتھر کی مخالفت موقوف ہو گئی ہے۔ روسی اور جاپانی سرداران اقامت کے مسئلہ پر بحث کرینگے کے شوشینگ میں فراہم ہوئے ہیں۔ **۲ جنوری لندن** جنرل سٹوسل نے جنرل نوگی کو لکھا ہے کہ اب زیادہ مقابلہ کرنا بے فائدہ ہے۔ **ایضاً** ٹوکیو میں پورٹ آرتھر کی خبروں پر بڑی خوشی ہو رہی ہے **جنرل** نوگی نے جنرل سٹوسل کو اطلاع دی ہے کہ میں اس بات پر متفق ہو گیا ہوں کہ مصالحین مقرر کئے جاویں بشرطیکہ ہر دو طرف کے کمشنران کو دستخط کرنیکا پورا اختیار ہے۔ اس اثناء میں جنگ موقوف رہیگی۔ **۲ جنوری لندن** معاملت کی بحث ساڑھے چار بجے تک جاری رہی اور شرائط کے ایکٹ پر دستخط کرنیکی تجاویز معین کی گئیں۔ جاپانیوں کی شرائط منظور کی گئیں۔ **روٹر کا نامہ نگار** چیفو سے خبر دیتا ہے کہ روسی افسران کہتے ہیں کہ ۱۵۰۰۰ بیمار اور زخمی لوگ پورٹ آرتھر میں ہیں اور بہت سے گلیوں میں پڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ ہسپتال برباد کر دیئے گئے ہیں۔ **روٹر کا نامہ نگار چیفو** سے خبر دیتا ہے کہ آدھی رات کو ہوشان اور یوکلا اور بلادامو کو صبح کے وقت آگ لگی اور تیسرے پہر تک جلتے رہے۔ **۲۹ دسمبر لندن۔** ٹوکیو میں ایک اور فہرست شائع ہوئی ہے جس میں ذکر ہے کہ جاپانیوں کے اور ۴۹ افسر قتل اور ۸۰۵ زخمی ہوئے۔ اس گذشتہ فہرست سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ بڑی صعب تھی اور کہ جاپانیوں کا بہت نقصان ہوا۔ **روٹر کا نامہ نگار** ٹوکیو سے تار دیتا ہے کہ تیس توپیں جن میں چار بڑے بڑے گولے تھے اور لنگ شان میں جاپانیوں کے قبضے میں آ گئے۔ **۳۰ دسمبر لندن۔** جاپانیوں کی سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ پورٹ آرتھر کی فوج خبر دیتی ہے کہ ۲۸ ماہ گذشتہ دسمبر کو ہر لنگ شان میں بخوبی قابض ہو گئے اور مال غنیمت میں چار بڑے بڑے گولوں والی توپیں اور تین سیلینڈر توپیں اور تین مشین کی توپیں بھی تھیں۔ **یکم جنوری سنہ ۱۹۰۵ء۔** لندن۔ روٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے خبر دیتا ہے کہ جاپانیوں نے آج قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے یعنی بنانگشان کا قلعہ۔ اور وہ بلندیاں جو ہونسیانتاؤ کے جنوب میں ہیں۔ **یکم جنوری لندن۔** روٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے خبر دیتا ہے کہ کل جاپانیوں نے کئی ایک سرنگوں کو آگ لگا کر سنگشوشان کو اڑا دیا اور اسپر قبضہ کر لیا۔ یہ قلعہ پورٹ آرتھر کے باقی ماندہ قلعوں میں سے ایک نہایت عمدہ قلعہ ہے روسی جب وہاں سے پسپا ہونے لگے تو انہوں نے اسکی سرنگوں میں آگ لگا دی اور جاپانیوں نے محصورین کے ایک حصہ کو دیرس میں مدفون کیا کئی ایک توپیں بھی جاپانیوں کے ہاتھ آئیں جاپانیوں کا نقصان کم تھا اور ظاہر ہے کہ پورٹ آرتھر کی محافظتی طاقت بہت ہی تنگ حالت میں ہے۔ **۳۱ دسمبر لندن۔** کل جزائر برطانیہ میں ایک ہیبتناک طوفانی ہوا چلی جس سے خشکی اور تری ہر دو پر بہت سی جانیں برباد ہو گئیں۔ ٹیمز اور میڈوے میں مد و جزر بہت بلند ہو گیا تھا۔

ایڈیٹوریل نوٹس

نیا سال

شکر ہی اُس خداوند کا جو رحم میں غنی اور اپنے بندوں حافظ اور نجات دینے والا ہے کہ جس نے ہمکو گذشتہ سال خوشی اور ایمان میں مضبوط اور ہر طرح کی مصایب سے پار نکالکر ابتک زندہ رکھا۔ اسوقت ہمارے سامنے گذشتہ اور آیندہ سال موجود ہیں جنپر غور اور فکر کرنا لازمی امر ہے۔ جب ہم گذشتہ سال کیطرف دیکھتے ہیں اور اپنی نالایقیوں اور نادانیوں اور خدا کے رحم اور مہربانیوں اور نعمتوں کی طرف خیال کرتے اور اُن اشخاص پر غور کرتے ہیں جو گذشتہ سال ہمسے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے اور گو ہم ابتک زندہ ہے تو ہمارے دل شکر گذاری اور محبت اور خوشی سے بھر جاتے ہیں۔ اور ہم میں ایک طرح کی امید اور امنگ اور خدا پر بھروسہ پیدا ہوتا ہے کہ جس نے ہمکو ابتک زندہ نگی زمین رکھا ہے وہ آیندہ بھی ہمارے ساتھ ویسا ہی سلوک کریگا جیسا اُس نے گذشتہ سال کیا ہی لیکن ساتھ ہی اپنی گذشتہ سال کی غلط کاریوں اور کمزوریوں اور شرارتوں پر بھی غور کرنا اور آیندہ کو زیادہ تر کوشش اس امر کی کرنا لازم ہے کہ ہم آیندہ کو گذشتہ سے بھی بڑھکر نیک اور خدا پرست اور پاک بنیں۔ اور خدا سے دعا کریں کہ اے خداوند اس آیندہ سال میں میری روحانی اور جسمانی کمزوریوں کا چارہ کر اور ہماری ایسی مدد کر کہ ہم زیادہ تر تیرے نزدیک ہوتے جاویں اور تجھ سے تقویت پاویں اپنا مقدس روح جو ساری تسلی کا بانی ہے عنایت فرمادے اور ہمکو اپنے ساتھ ساتھ چلنا سکھلادے۔

عشاء ربانی

ہمارے اکثر ہندو مسلمان بھائی عشاء ربانی میں وائین (wine) کے استعمال پر اعتراض اور انگشت نمائی کرکے کہتے ہیں کہ دیکھو مسیحی مذہب کے عین عقیدہ اور رسم میں شراب کا استعمال ہوتا ہے۔ ایک حد تک ہم تسلیم کر سکتے ہیں کہ اُنکا یہہ اعتراض بجا ہے۔ مگر واضح رہے کہ فی الحقیقت یہہ اعتراض یورپین رواج کے باعث سے اِس رسم پر اور پھر کل مسیحی عمل پر پیدا ہوتا ہے۔ سب پر روشن ہے کہ مسیحیت ایک ایشائی مذہب ہی اور اُس کی طرز اور طریقے اور رسمیات وغیرہ سب ایشیائی ہیں۔ لیکن یورپین تاثیرات کے ماتحت ہونیکی وجہ سے اُنمیں بہت تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ اگر ہم ہر قسم کی مختلف رایوں اور دستورات اور رسمیات کو جو مختلف کلیساؤں میں مروج ہیں صرف انجیل ہی کی روشنی میں عیسائی مذہب کو دیکھیں (اور ہر ایک صاحب تمیز کے نزدیک ایسا ہی لازم اور مناسب بھی معلوم ہوگا) تو ہم انجیلی مسیحیت اور موجودہ مروجہ مسیحیت میں بلحاظ رسوم و دستورات کے بہت ہی فرق معلوم کرینگے دیگر تمام باتوں کو چھوڑکر ہم صرف عشاء ربانی میں روٹی اور وائین کے استعمال پر غور کریں تو صاف ظاہر ہے کہ وہ روٹی اور وائین جنکو خداوند مسیح نے عشاء ربانی کے وقت استعمال کیا تھا خمیری نہ تھیں روٹی فطیری تھی اور پینے کی شے غیر مخمر تھی۔ پرانے عہدنامہ میں خمیر کے لئے جو لفظ مستعمل ہوا ہے وہ خامیتس ہے جو کھانے اور پینے ہر دو قسم کی اشیاء کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور ایسی شے کا استعمال قربانی میں عموماً اور فسح کیوقت خصوصاً ممنوع تھا۔ "تم خمیری کوئی چیز مت کھائیو"۔ (خروج ۱۲: ۱۸ سے ۲۰)۔ نیز دیکھو خروج ۱۳: ۷۔ احبار ۲: ۱۱-۱۰: ۱۲ اور ۱۳۔ لہذا عشاء کے وقت خداوند نے فطیری روٹی اور انگور کا رس استعمال کیا تھا۔ علاوہ ازیں نشئی اشیاء شراب کے لئے اصل یونانی زبان میں انجیل کے درمیان دو لفظ οινον (آئنیان) اور σικερα (سیکیرا) (لوقا ۱: ۱۵) مستعمل ہوئے ہیں جس کا ترجمہ اردو میں "مے اور نشہ" ہوا ہے مگر ان مقامات میں جہاں عشاء ربانی کا ذکر ہے ان دونوں الفاظ میں سے کوئی بھی مستعمل نہیں ہوا بلکہ وہاں تو فقرہ του γεννηματος της αμπελου (گینیماس ٹیس امپیلو) وارد ہوا ہے جس کے معنی ہیں انگور کا حاصل اپنی اصلی حالت میں جیسے کہ زمین کی پیداوار ہوتی ہے (لوقا ۱۲: ۱۸) اور جس کا ترجمہ ہر سہ اناجیل میں "انگور کے پھل کا رس" (متی ۲۶: ۲۹) "انگور کا رس" (مرقس ۱۴: ۲۵ لوقا ۲۲: ۱۸) ہوا ہے جو نشئی اشیاء مذکورہ بالا سے مختلف ہی۔ پس یہہ ایک غلطی ہے جو کلیسیا میں انجیل کی تعلیم اور حکم کے برخلاف عملاً داخل ہوگئی ہے۔ اگرچہ اِس سے اسقدر نقصان تو نہیں ہے نہ ایماناً اور اخلاقاً اور نہ عملاً مگر فی الحقیقت نمونہ درست نہیں ہے نہایت مناسب اور لازم ہے کہ ہمارے مشنری صاحبان اور ہندوستانی پادری اور پاسٹر صاحبان انجیل کی اصلیت اور سادگی کو مدنظر رکھکر اسمیں اصلاح اور اصل کیطرف عود کریں تا کہ مخالف کو بولنے کی جگہ نہ رہے۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں جنہیں اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔

پچاس برس گذرے کہ چین میں صرف ملک کے کناروں پر جو سمندر سے ملے ہیں انجیل کی بشارت دیجاتی تھی اور ۱۵۰۰ سے زاید جلدیں بائیبل اور اُس کے حصوں تقسیم نہ ہوئی تھیں۔ پر اب تو وہ ملک ایک سرے سے دوسرے سرے تک کھلا ہے اور اُس میں ۲۷۰۰ مشنری صاحبان مسیحی خدمت کر رہے ہیں۔ ایک کروڑ بائیبل اور اُس کے حصے (جنمیں آدھے پرانے عہدنامہ کے تھے) تقسیم ہو چکے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیسی مسیحیوں کی جماعت کا شمار ۲۵۰۰۰۰ ہے۔

حال کا ایک سیاح خبر دیتا ہے کہ کافی نوشی شراب نوشی کے بالمقابل ہی۔ برازیل میں جہاں کافی بکثرت پیدا ہوتی ہی اور جسکو وہاں کے تمام باشندے دنمیں کئی دفعہ نوش کرتے اس سے نشہ شاذ ہی پیدا ہوتا ہی۔ اجنبی لوگ بھی جو وہاں کام کرتے ہیں اگرچہ شراب نوشی کے سخت عادی ہوتے ہیں مگر کافی پینے کے عادی ہو جانیکے سبب سے شراب نوشی کو

مضامین

نوعِ انسان پر آریہ مذہب کا ظلم و تشدد

آجکل لوگوں کا کچھ ایسا وطیرہ ہی ہو رہا ہے کہ بلا سوچے سمجھے مسیحی مذہب پر اعتراض جا ڈالتے ہیں اور کھینچ تان کر کسی آیت انجیل کو اپنے مطلب کی تائید میں لانیکی کوشش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اور نہیں تو کسی نہ کسی طرح پبلک کے دلوں پر مسیحی مذہب کا بُرا ہی اثر پڑجاوے تو بہتر ہے مگر ایسی باتوں سے کیا ہوتا ہے بھلا آفتاب پر خاک ڈالنے سے کہیں اُسکی روشنی معدوم ہو جائیگی یا وہ تاریک ہو جائیگا؟ اور ایسا ہی لوگ اپنے عیبوں کو نہیں دیکھتے اپنے عیبوں کی تھیلی کو تو اپنے پیچھے ڈال چھوڑتے ہیں اور دوسروں کی عمدہ باتوں کو بھی معیوب کر دکھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۸ر دسمبر کے پرچہ میں آریہ گزٹ میں ایک نوٹ اس عنوان کا درج ہے کہ "نوع انسان پر مسیحی مذہب کا ظلم" اسکے ضمن میں آپ حضرت مسیح کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ "میں تمہارے درمیان بھائی کو بھائی سے لڑانے کے لئے آیا ہوں" اور آپ اسکو ٹھیک کوشش میں پیش کرتے ہیں گویا کہ عین یہی الفاظ انجیل میں درج ہیں۔ لیکن یہہ درست نہیں ہے ہمارے ایڈیٹر صاحب کو شاید انجیل سے بہت ہی کم واقفیت ہے اُنکی واقفیت کی ایک اور مثال ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے پرچہ آریہ گزٹ میں "آپ دیوالی کی اصلیت اور نور افشاں کی ہیچ پوچ" کے عنوان میں ہمارے کسی نامہ نگار کی اس رائے پر کہ دیوالی کی اصلیت "جدعون کے خالی گھڑے اور انکے اندر چراغ یا شعلون پر مبنی ہے" اسکا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ہندو مذہب اور انجیل سے چوری"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ جدعون کا بیان کہیں انجیل میں درج ہے بیچارے ایڈیٹر صاحب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اس واقعہ کا بیان بائیبل میں کہاں ہے اور اُسکو کتنے برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ خیر ہمیں اس سے اسوقت کچھ واسطہ نہیں کیونکہ اُس مضمون کے ذمہ دار ہمارے نامہ نگار ہیں۔ ہمارا صرف یہہ منشا ناظرین کو دکھلانے کا ہے کہ کیسے طور پر بھلا آریہ بعض ناواقفی یا دیدہ دانستہ تعرف سے واقعات کو بیان فرماتا ہے۔ ہم انہیں کے الفاظ میں اُن سے یہہ درخواست کرینگے کہ ذرا واقعات کو بھی پیش نظر رکھ کر ایسی درافشانی کیجئے۔ اس آیت کا بالکل یہہ مطلب نہیں کہ مسیحی مذہب کا خاصہ ہے کہ ایک دوسرے میں دشمنی ڈالے۔ بھلا جسکی تعلیم یہہ ہے کہ اگر تمہاری ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے دوسرے بھی اُسکی طرف پھیر دو وہ رشتہ داروں اور بہم نزدیک ترین رشتہ داروں میں ایسا تفرقہ جیسا ایڈیٹر صاحب قیاس کرتے اور فرماتے ہیں ڈالنے کی تعلیم دیسکتا ہے؟ کیا کبھی ایسا عقیدہ کسی مسیحی کی زبانی سُنا یا کسی مسیحی کتاب میں پڑھا ہے؟ کیا مسیحیوں کے درمیان اس آیت کو مدنظر رکھ کر تفرقہ پڑتے دیکھا اور سنا ہے؟ جہاں دشمنوں کے ساتھ پیار کرنے کا حکم لابدی ہے کیا ایسا حکم یا کم از کم اجازت ہی اُسکی نقیض وارد ہو سکتی ہے؟ افسوس ہے اور بس۔ جناب مہربان من مسیحی مذہب نہ تو اصولاً اور نہ عملاً ایسی تعلیم کبھی دیتا ہے اور نہ ہی دیگا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ ہند کے اصلی باشندے جو آریہ ورت میں اور تمام پنجاب اور سندھ میں رہتے تھے کدھر گئے؟ بیچارے گوند بھیل کول قوم کے لوگ آج ہند میں کہاں ہیں؟ کیا آپ لوگ اور وہ تمام لوگ جو آج تمام ہند میں شمال سے جنوب تک آباد ہیں اسی ملک کے اصلی باشندے ہیں؟ کیا آپ کے آباواجداد نے انکو مار مار کر پہاڑوں میں نہیں بھگا دیا؟ کیا سینکڑوں کو انہیں سے غلام نہیں بنا رکھا تھا؟ کیا وہ سب آپ کے قدما کی زبان میں داسیوں اور راکھس اور ملیچھ نہیں کہلاتے تھے؟ آج وہ بیچارے سیاہ فام جنکے مقابلہ میں آپ کے باپ دادے اپنے آپکو گلفام کہتے تھے کہاں ہیں؟ آخر یورپ کے باشندے بھی تو آپ ہی کے آریا بھائی ہیں جو آپکے ساتھ ہی وسط ایشیا سے یورپ کو سدھارے ہیں۔ آپ لوگ اُن سے جدا ہوکر کوہ ہندوکش کی راہ پنجاب میں اور پھر جنوبی ہندوستان میں آگئے اور وہ لوگ آپ سے جدا ہو کر مغرب کو یورپ کے میدانوں میں پھیل گئے بھائی پہلے اپنی آنکھ میں سے شہتیر کو نکالو تو پھر اپنے بھائی کی آنکھ میں سے تنکے کو اچھی طرح سے دیکھ کر نکال سکوگے۔

ذرا منو کے دھرم شاستر کی طرف بھی توجہ ڈالیں کہ آپ کے مستند مقنن شودروں کے ساتھ کیسا سلوک کرنیکو فرما رہے ہیں۔ یہہ تو آپکی عین تعلیم میں داخل ہے اور پھر اسپر اتنا ناز؟

آریاؤں کے ہی مختلف فرقوں کو آج دیکھ لو کہ کیسے آپسمیں ضدم ضدا ہو رہے ہیں اور ایک دوسرے سے کیسے عناد اور حسد سے برتتے ہیں ایک دوسرے کو آپسمیں کیسی حقارت سے دیکھتے ہیں۔ مگر مسیحی فرقوں میں ایسا نہیں ہے۔ یہاں ہند ہی میں دیکھ لو پریسبیٹرین۔ چرچ آف انگلینڈ۔ برادرن۔ میتھوڈسٹ بیپٹسٹ وغیرہ وغیرہ مختلف فرقے ہیں اور آپسمیں کیسے میل جول کے ساتھ رہتے اور باہمی رشتہ داریاں بلا امتیاز فرقہ نیک سلوک ہوتے ہیں۔ دیو سماج۔ سناتن دھرم۔ وغیرہ وغیرہ ایک دوسرے سے کیسے کشیدہ خاطر ہو رہے ہیں کہ بس توبہ ہی بھلی۔ (باقی آیندہ)

سپین کے ایک نیچرلسٹ ڈاکٹر ہیر نے ثابت کیا ہے۔ کہ مچھلیاں قوت سماعت سے بے بہرہ نہیں ہیں اور آوازوں اور مختلف الفاظ میں تمیز کر سکتی ہیں۔ ایک حوض کی ایک مچھلی کو ڈاکٹر نے اس طور پر سدھایا۔ کہ وہ خود ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ جاتا۔ اور مچھلی کو کھانے کے لئے آواز دیتا۔ مچھلی اپنی خوراک لینے کے لئے فوراً سطح آب پر آتی۔ لیکن جب اور طرح سے بولتا جس میں مچھلی کی خوراک کا ذکر نہ ہوتا تو کچھ پرواہ نہ کرتی۔ اور باہر نہ آتی۔ (ہندوستانی)

ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۱ جلد نومبر

مرزا کا سیالکوٹی لکچر

صفحہ ۳۳ و ۳۴ - بجز اسلام کے ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے"؛

کیا اس کا مطلب یہہ ہے۔ کہ اسلام سوائے غلطیوں کے اور کچھ نہیں۔ ہمیں تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جس حال کہ وہ کلام اللہ یعنی بائبل کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ تو سوائے غلطیوں کے اور اسمیں کیا ہو سکتا ہے۔ یہاں اُن اغلاط کے بیان کی تو گنجائش نہیں اور ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ بارہا ان باتوں کا بیان ہو چکا۔ جنسے کتب بھری پڑی ہیں۔ یہاں چند ایک کا اشارہ کافی ہوگا؛

۱۔ کلمہ۔ جسمیں حضرت محمد خدا کے ساتھ اپنی برابری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ اس دعویٰ کا مدعی صرف خداوند یسوع مسیح ہے؛

۲۔ حضرت محمد کا اپنی نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے واسطے خدا کو اپنا ساتھی بنانا۔ حالانکہ کبھی کسی سچے پیغمبر نے ایسا نہیں کیا۔ مثلاً زینب کا معاملہ۔ کعبہ کے بتوں کی تعریف کی آیت جو آخر کو شیطان کے ذمہ لگائی گئی ایسی لغزش کھانے والے انسان کی باقی آیات پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

۳۔ متعہ۔ }
۴۔ حلالہ۔ } ناظرین خود سمجھ لیں

۵۔ جہاد۔ جو خدا کے عدل و رحم کے خلاف۔ اور عادت اللہ کے برعکس ہے۔

صفحہ ۴۳ و ۴۴۔ حضرت مسیح نے جس تعلیم کو پیش کیا تھا۔ اگرچہ وہ تعلیم قرآنی تعلیم کے مقابل ناقص تھی"؛

پھر اس کا بیان ہو گر ہمیشہ سوال یہہ رہا ہے۔ کہ انجیل میں کس بات کا گھاٹا تھا۔ جسکو قرآن نے آکر پورا کیا۔ یا کونسی اعلیٰ خوبی قرآن میں ہے۔ جو انجیل میں نہ تھی اس سوال کا ہمیشہ یہی جواب ملتا ہے کہ توحید کا اظہار یہہ معقول جواب نہیں۔ یہہ جواب صرف انجیل کی عدم واقفیت کے سبب ہے۔ توریت۔ زبور۔ صحایف۔ انجیل واحدانیت سے بھرے ہیں۔ پھر اخلاقی تعلیم جو مسیح نے فرمائی قرآن تو خیر تمام دنیا کے مذاہب بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے قرآن میں اِن آیات کے مقابل کوئی آیت نکالئے؛

الف۔ جو اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہوتا ہے۔ یا اُسے بیوقوف کہتا ہے۔ یعنے اُس کی حقارت کرتا ہے۔ وہ سزا کے قابل ہے یوں المسیح نے خون کی جڑ کاٹ دی متی $\frac{5}{21-26}$

ب۔ بدنظر زانی ہے۔ زناہ کی جڑ اڑادی۔ متی $\frac{5}{27-32}$ اسلام کی تعلیم کا ثبوت مرزا کی زندگی ہے جو احمد بیگ کی بیٹی کو تاڑتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے اُس کا بیان کرتا یہی حال حضرت محمد کا تھا جب اُس نے زینب سے آنکھ لڑائی اور آخر زید کے گھر کو اُجاڑا؛

ج۔ قسم کی بابت کسی قسم کی کھانا گناہ ہے متی $\frac{5}{33-37}$ مگر اسلام ہر قسم کی قسم کا خزانہ ہے۔ فضول لایعنی بیہودہ قسمیں خود قرآن سکھاتا ہے۔ بلکہ خدا بھی لایعنی قسموں کا وظیفہ کرتا ہے؛ مثلاً۔ سورج چڑھنے کی قسم۔ ڈوبنے کی قسم۔ گھوڑے دوڑنے کی قسم۔ اگر کوئی شخص مرزا کا مرید ہونا چاہے اور کہے کہ مجھے اُڑتی چڑیا کی قسم میں تمہارا سچا مرید ہوں۔ دیکھیں مرزا صاحب اُسے کس طرح اپنے مریدوں میں داخل کرتے ہیں کیونکر اُس کا مضحکہ نہیں اُڑاتے۔ مگر خدائے پاک ایسی بیہودہ قسمیں کھاکر پھر خدا کا خدا ہی رہتا ہے سچ ہے۔ محمد کے خدا پر یہہ مثل صادق آتی ہے۔

چندیں مدت خدائی کردی۔ حق و باطل را نشناختی۔ فتامل؛

د۔ بدلہ لینا جائز نہیں۔ جو تیری ایک گال پر تھپڑ مارے۔ دوسری اُسکی طرف پھیر دے۔ متی $\frac{5}{38-42}$ مگر قرآن بدلہ کے واسطے پکارتا ہے۔ کہ بدلہ لینا جائز ہے؛

ھ۔ اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ متی $\frac{5}{43-48}$ مگر محمد اپنے دوستوں کے ساتھ نرم۔ دشمنوں کے ساتھ سخت بھی طبیعت آجتک تمام محمدیوں میں ہے۔

پھر خیرات۔ دعا روزہ پاکی و ناپاکی۔ غرض کہ تمام اخلاقی اور روحانی تعلیم کمال تک پہنچا دی ہے۔ اِس کے خلاف قرآن بالکل ردی تعلیم دیتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ چونکہ تعلیم قرآن آپکی نفسانی طبع کے مطابق ہے۔ اِس لئے آپ اُسکو کامل بیان کرتے ہیں؛

دین عربی کو ہے نسبت کیا مسیح کے دین سے
کیا بھلا فرعون موسیٰ کے برابر ہو گیا

راقم

واعظ

باقی آیندہ

دیباچہ محبت

محبت یا تو ایک ذی شعور اور باعقل ہستی کی نیک مرضی کے دائمی تقاضوں کا نام ہے جس سے ماسوا خود سے سلوک نیک کرنا مقصود ہوتا ہے؛

یا محبت ایک ذی شعور ہستی کے جذبات دلی کا نام ہے جو دوسرے سے نرمی اور ملائمت اور نیکی اور بھلائی کرنیکی غرض سے اور اپنی ذات کی مثل سلوک خیر کرنیکی جہت سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

حقیقت میں محبت ایک ذی شعور کی نیک مرضی اور جذبات قلبی کے اُن تقاضوں اور خواہشوں اور رغبتوں کا نام ہے جو بذات خود کی مثل دوسروں سے بھلائی اور نرمی اور ملائمت وغیرہ کا سلوک کرنیکی نیت سے ہمیشہ پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ پس ایک نیک مرضی کے ایسے تقاضے اور قلبی جذبات اور خواہشیں اور رغبتیں ایک ذی شعور اور باعقل و ہوش ہستی کی دائمی اور لازمی صفت ثابت ہوگی۔ اور یہہ امر بھی ثابت ہوا کہ جہاں پر ایسی مرضی کے ایسے تقاضے اور دل کے ایسے جذبات جیسے کہ اوپر ذکر ہوا پائے نہ جائیں وہاں پر کوئی ذی شعور اور باعقل و ہوش ہستی کا اقبال ہرگز نہ

یقین نہیں ہوسکتا ہے

اگر بیان مذکور درست ہو تو یہہ امر متحقق ہوا کہ محبؔ کی محبت محبوب کے اعمال وافعال واقوال پر منحصر نہیں ہے یعنے کہ محبوب ہونیکے لئے نیک اعمال وافعال واقوال محبت کے نزدیک ہرگز شرط نہیں ہیں۔ محب اپنے محبوب کو اُسکی کسی خوبی کی بنا پر محبت نہیں کرسکتا پر اپنی ہی ذات کی خوبی اور وصف کے لحاظ سے ؛

محب کا محبوب کے نیک اعمال وافعال کی شرط پر محبت نہ کرنیکا یونیورسل قانون ہے۔ اِس قانون کی پابند نہ صرف انسانی دنیا ہے پر حیوانی دنیا بھی ہے۔ مثلاً جانور اپنے بچوں کو اِسی اصول کی پابندی سے پیار کرتے ہیں اور انسانی دنیا میں والدین اصول مذکورہ سے متفید ہوکر اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں ایک والدہ اور والد اپنے سیاہ فام اور اندھے اور لنگڑے بچے کی اسی اصول کی پابندی سے پرورش کرتا ہے درحالیکہ اس بچے میں خوبی اور حسن اور لیاقت کے بجائے سراسر نقص اور عیب پاتا ہے ؛

باقی آیندہ

راقم

غلام مسیح از انبالہ

طلبائے مدراس کی بداعمالی۔ گورنمنٹ

گزٹ مدراس میں ایک اعلان منجانب رجسٹرار یونیورسٹی شایع ہوا ہے جسمیں ۱۵ طالبان علم اپنی بداعمالیوں کے باعث امتحان سے خارج کئے گئے ہیں۔ ایک طالبعلم ایم اے کلاس اِس جرم میں امتحان سے خارج کیا گیا ہے کہ وہ مختلف کتابوں سے مضامین اپنے جوابات میں بلاحوالہ دینے کے نقل کرتا تھا۔ دو امیدوار بی اے کلاس کے دو سال کے لئے امتحان سے باز رکھے گئے ہیں کہ اُنہوں نے عمر بتلانے میں دھوکا دیا۔ باقی طلبا انٹرینس کلاس کے تھے جو امتحان سے اِس جرم میں خارج کئے گئے کہ اُنہوں نے عمر کے بتلانے میں دھوکا دیا۔ کیسے افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ اعلےٰ تعلیم کے دعویداروں سے ایسی حرکات سرزد ہوں۔ گویا یونیورسٹی کا یہہ کہکر قصور بتلایا جاوے کہ اُس نے عمر کی قید لگا کر طلبا کو ایسی ناشایستہ حرکات کی جانب مایل کیا ہے مگر بداعمالی کے لئے ایسا کوئی عذر قبول نہیں ہوسکتا ہے ایسے ہی واقعات ہیں جو تعلیم یافتہ جماعت کو بدنام کرتے ہیں۔ (ہندوستانی)

جوالامکھی ضلع کانگڑہ میں اصطباغ

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور افشاں زاد لطفہٗ

تسلیم۔ ازراہ مہربانی مندرجہ ذیل چند سطور کو اپنی اخبار گوہر بار کے کسی کونہ میں جگہ دیکر ممنون ومشکور فرمادیں ؛

جوالامکھی میں مسیحوں کی ایک جماعت ہے۔ یہہ جماعت دو تین سال سے ہستی میں آئی ہے۔ یہہ لوگ مشن کیطرف سے کسی طرح کی امداد نہیں پاتے۔ زمیندار ہیں۔ اہل حرفہ ہیں۔ لہذا اُنکو مشن کی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۱ نومبر گذشتہ کو اور پانچ آدمی پادری ایچ ایف رولنڈ صاحب کے ہاتھہ سے اصطباغ حاصل کرکے اِس کلیسا میں شریک ہوئے وہ بھی پہلے مسیحوں کیطرح انڈیپنڈنٹ ہیں۔ اور چند اور زمیندار بھی سُنتے جاتے ہیں۔ خدا اِس چھوٹے سے چراغ کو زیادہ زیادہ روشن کرے۔ تاکہ وہاں بُت پرستی کی جگہ خدا پرستی قایم ہووے۔ اُسی ماہ میں ایک ہندو نے سدھ پور تحصیل پالمپور میں مسیح یسوع کو قبول کیا اور عیسائیوں کی جماعت میں داخل ہوا ؛

اب تھوڑا سا حال اُن نام کے عیسائیوں کا بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے سدھ پور ضلع کانگڑہ میں آریہ مذہب قبول کیا۔ اُن میں سے ایک کا نام سالومن تھا یہہ شخص ضلع ہوشیارپور کے کسی گاؤں کا ہے۔ عیسائی ہونے سے پیشتر مسلمان تھا۔ اور محمد دین نام تھا۔ کانگڑہ مشن میں مسیحی ہوا کئی سال چوکیداری کرتا رہا ہے۔ پھر لاہور جا کر جلدگر بنا۔ بعدازاں ایک پادری صاحب کے ساتھہ دُہن کانگڑہ آیا اور ولیج ریڈر مقرر کیا گیا۔ لیاقت میں ٹوٹا پھوٹا اردو خوان ہے۔ اب گاؤں مذکور میں درزی ہے۔ تقریباً تین سال گذرے شرابخوری اور زناکاری کے الزام میں دینی کام سے موقوف کیا گیا۔ جب اُس نے مسیحی مذہب سے انکار کیا۔ اُسکی عیسائی بیوی ماہوار لاہور میں موجود ہے اُس نے اُس کے لانے کی کوشش کی مگر وہ سالومن کی چلنی کے سبب اُس کے ساتھہ نہ آئی۔ لہذا اُس نے ایک شخص مسمی کُندن کی بڑی لڑکی سے شادی کرنیکا ارادہ کیا چونکہ مذکورہ لڑکی کے ساتھہ عیسائی قواعد سے شادی ناجائز تھی اب آریا دھرم حال میں آیا۔ آریہ بننے سے ہفتہ عشرہ پیشتر اُس نے پادری ایچ ایف رولنڈ صاحب کو کہا کہ میں تنگدست ہوں۔ امداد کا محتاج ہوں۔ کچھ امداد کیجئے ورنہ آریہ ہوتا ہوں۔ پادری صاحب ممدوح نے فرمایا کہ بیشک محتاجوں کی امداد ضروری ہے مگر آریہ ہونے کی دھمکی امداد نہیں دلاسکتی جو چاہو کرو ؛

اب کُندن جسکی دختر سے سالومن نے شادی کی ہے اور یہہ شادی آریہ قواعد سے ہوئی ہے۔ قوم کا جوگی ہے مگر کن پھٹا نہیں ہے ضلع کانگڑہ میں رذیل قوم ہے جس کے ساتھہ کوئی ہندو خوردنی رسم ورواج نہیں رکھتا بالکل اَن پڑھ اِدھر اُدھر سے بذریعہ دریوزہ پیٹ پالتا ہے آریہ ہونے سے کچھہ دن پیشتر کُندن مذکور کی بیوی نے مس ڈیالی صاحبہ مشنری لیڈی سے کہا کہ ہم بہت تنگ ہیں اور سالومن کے پچیس روپیہ کے مقروض ہیں۔ اگر روپیہ کی کچھہ سبیل بتاؤ تو سالومن کو دیکر گھر سے نکالدیں۔ میم صاحبہ نے روپیہ کی امداد سے انکار کیا۔ بدیں وجہہ وہ اور کُندن لیڈی صاحبہ سے بلکہ مسیحی مذہب سے بھی ناراض ہوگئے۔ لہذا اِن سب مذکورہ بالا اشخاص نے آریہ دھرم کی اونتی کا بیڑہ اُٹھالیا ہے ؛

راقم

پادری برج لال دت سی۔ ایم۔ ایس۔ کانگڑہ



گلبیں اسیں چنگریاں آچاریں بریاں

مندرجہ عنوان ایک پنجابی مثل ہے۔ جس کے مطلب کو بلبل شیرازیوں ادا فرماتے ہیں

واعظاں کیں جلوہ بر محراب ممبر مے کنند
چوں بخانہ مے روند آں کار دیگر مے کنند

یعنے صرف کلام ہے۔ کام نہیں۔ یہی حالت آجکل ہمارے بھائیوں کی ہے۔ جہاں دو چار بیٹھتے ہیں۔ ایک دوسرے کی بدگوئی۔ مشنریوں پر بے تکی ہانکتے۔ اور بیہودہ سرائی میں تضیع اوقات کرتے ہیں۔ اپنی تعریف۔ دوسروں کی تخریب۔ اپنے حال کے مطابق جو کہیں وعظ سن لیں تو جھٹ پکارنے لگینگے؛

دیکھنا مجھکو نہ کافر کہیں کہنا واعظ
اس قدر پختہ سری تیرے بھی ایماں میں ہے

بھائیو ہماری حالت کہاں تک گر گئی ہے۔ صرف باتیں ہی باتیں ہیں عمل ندارد۔ مشنریوں کو ہم کس منہ سے برا کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ ہم میں ایک بات بھی بھلی ایسی نہیں۔ جسکا مقابلہ ہم مشنریوں سے کرسکیں۔ ایک بھی کام ایسا ہے کہ جسکو ہم نے شروع کیا ہو۔ اور اُس کو کمال تک پہنچایا ہو۔ وہ تین مثالیں ہیں آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ غور فرماویں۔

۱۔ ۳۰ برس سے زیادہ کا عرصہ گذرتا ہے کہ جب پنجاب کے مسیحوں کے دلمیں بشارتِ انجیل کا ولولہ اُٹھا۔ اُس وقت انہوں نے مجمع بشرو پنجاب ایجاد کیا۔ جس کے پہلے مبشر منشی اشرف علی صاحب مرحوم تھے چند سال تک اس کا بہت غوغا رہا۔ مگر اب وہ کہاں ہے؟

۲۔ اُس کی معدومیت سے چرچ کونسل ایجاد ہوئی وہ بھی آخر کو فنا فی الکونسل سی۔ ایم۔ ایس ہوگئی؛

۳۔ ۱۰ برس گذرتے ہیں کہ بشارتِ انجیل کیواسطے مبشر الانجیل ماہواری پرچہ نکالا۔ اسمیں حالانکہ ٹرکٹ سوسائٹی کی طرف سے کاغذ مفت۔ اور روپیہ بھی چندہ کا کچھ کم نہ تھا۔ مگر آپس کی بدگمانیوں۔ اور اپنی ثناخوانیوں کی وجہ اور قلتِ مضامین کی شکایت سے وہ بھی عدم کو سدھارا۔ اُس کے باقی ماندہ روپیہ سے مصنف شیر سنگھ صاحب مرحوم نے اپنا گجکول چھپوالیا؛

۴۔ امرتسر کے مسیحوں نے مشنریوں کی ضد و مخالفت میں ایک انڈین کرسچن ایسوسی ایشن نکالی۔ چونکہ اُسکی بنیاد ہی انجیل کے خلاف بحکم خداوند "ہر پودہ جو میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا جڑ سے اُکھاڑا جائیگا"۔ ایک ہی سال میں عدم کو سدھارا اُس کے بانی تو تو میں میں کے فسادوں میں گرفتار ہوئے

۵۔ اب ۹ سال سے بعض غیرتمند نوجوان مسیحیوں نے انگریزی نمونہ پر امرتسر سے مسیحی اخبار نکالا۔ جسے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ کمال خوبی کے ساتھ اپنی مسیحی خدمت کو پورا کیا۔ مشن کے بعض انتظامات پر گاہے گاہے اُس نے سخت حملے کئے جنکے باعث اکثر مشنری اُس سے ناراض بھی ہوگئے۔ مگر میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اُس نے عموماً نیک نیتی سے ایسا کیا البتہ بعض دفعہ سخت الفاظ میں ایسا کیا۔ جسکا خمیازہ اُنکو بارہا اُٹھانا پڑا۔ اور اُسکی حالت کمزور ہوتی گئی۔ مگر تھوڑے عرصہ سے یہہ وطیرہ بھی اُس نے چھوڑ دیا۔ تاہم اسکو سرسبزی حاصل نہ ہوئی۔ اِس پرچہ میں سب سے بڑی خوبی یہہ ہے۔ کہ کسی مشن یا مشنری کا اسمیں مطلق دخل نہیں۔ یہی ایک کام تھا۔ جو خالص پنجابیوں کا ہے۔ باقی چار مثالیں جو میں نے دی ہیں۔ انہیں بہت کچھ مشنریوں کی امداد بھی تھی۔ سوائے نمبر چار کے۔

اب میں نے نومبر کے مسیحی پرچہ کو نہایت افسوس کے ساتھ دیکھا ہے۔ کہ اِس کا حشر بھی باقی کاموں کی طرح ہوتا نظر آتا ہے۔ منیجر کا نوٹس ہے۔ کہ نہ روپیہ ہے۔ اور نہ قلمی امداد۔ اِس صورت میں بھلا یہہ کب تک چل سکتا ہے۔ مجھے تو اِس کے آخری دم ہی نظر آتے ہیں۔ یہہ مسیحی منادبھی دیسی مسیحیوں کے اپنے ہاتھ سے شہادت کا پیالہ نوش جان فرماتا دکھائی دیتا ہے۔ جبکہ خریدار کافی نہیں۔ اور جو خریدار بھی اپنی قیمت ادا نہیں کرتے۔ اور قلمی امداد والے بھی خواب خرگوش میں پڑے ہیں۔ اگرچہ وعدے بہت ہیں مگر ایفائے وعدہ ندارد۔ خالی خالی باتوں سے کیا ہو سکتا ہو؛

مسیحی بھائیو۔ کیا ہمارے واسطے شرم کی بات نہیں کہ سچ پوچھو تو ڈوب مرنے کی جگہ ہے۔ اگر یہہ پرچہ بند ہوگیا۔ تو ہم کسطرح مشنریوں کو منہ دکھائینگے۔ اور کیونکر اُنکو بتا سکینگے کہ یوں کام کرنا چاہئے۔ ایسا لائق مسیحی واعظ ہمکو کہاں سے ملیگا۔ جو ہر ماہ ہمکو نئے سے نئے وعظ۔ نئے روحانی تجربات۔ نئی روحانی معلومات۔ نئی نئی کلام کی تفسیریں۔ سُنایا کرتا ہے۔ فروری پچھتانا پڑیگا۔ ابھی وقت ہے کہ ہم اُسکا ہاتھ بٹا دیں۔ بند ہونے پر پچھتانے سے کیا حاصل ہوگا۔ تو ہمت کرو۔ جو تھوڑا بہت ہوسکتا ہے۔ مسیحی کی نذر کرو؛

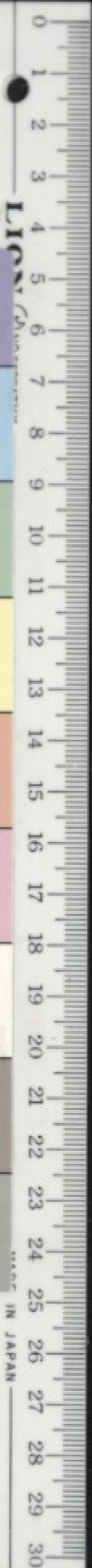
وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا
جل گیا جب کھیت مینہ برسا تو پھر کس کام کا

ذرا خیال فرمائیے کہ ہم فضول باتوں میں فیشن میں۔ شان و شوکت میں کسقدر اپنی کمائی خرچ کرتے ہیں۔ اور بعض بازاری مسیحی کسقدر بیہودگی میں کرسمس کے موقعہ پر روپیہ برباد دیتے ہیں جنکی حالت پر ذیل کا قطعہ یاد کرتا ہے؛

اے فسق و فجور کار ہر روزہ ما
وے پُر ز حرام کاسہ و کوزہ ما
نے خندہ در روزگار میگرید خلق
بر طاعت و بر نماز و بر روزہ ما

افسوس ہے۔ بھائیو کیا آپ اسپر فکر نہ کرینگے کہ مسیحی کے واسطے بھی کچھ جیب سے نکالیں۔ اگر آپکو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تو اور سینکڑوں روحیں اس سے فیض پاتی ہیں؛

اندنوں کس قدر ناپاک ناولوں کا طوفان بدتمیزی اُٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ کس شوق سے انکو پڑھتے۔ اور اُن سے رفاقت رکھتے ہیں۔ بعضوں کے ہاتھ میں کوئی نہ کوئی ناول ہر وقت دیکھا جاتا ہے۔ مگر یہہ تو جان و مال و ایمان برباد کرنے والے دوست ہیں؛



دور باش از اختلاط یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمیں برجان زند
یار بد برجان و برایمان زند

مگر مسیحی ایسا سچا مسیح کا خدمت گذار خادم ہے۔ اُسکی خدمت کے مقابلہ پر اُسکی چند کمزوریوں اور غلطیوں کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ اور جسطرح ہووے اُسکی خدمت مقابلہ پر اُسکی چند کمزوریوں اور غلطیوں کو نظر انداز کرنا چاہئے۔ اور جسطرح ہووے اُسکی خدمت کرنا چاہیئے۔ ورنہ صرف اس کا خون ہوگا۔ بلکہ بہتوں کو روحانی فیض سے ہم محروم رکھینگے آخر کو اِس کے فراق میں اِس شعر کا ورد کرنا پڑیگا۔

چہ کنم چوں نکنم نالہ و فریاد و فغان
کز فراق تو چنانم کہ بد اندیش مباد

یاد رہے کہ مسیحی کے ساتھ میرا کسی قسم کا واسطہ نہیں صرف مسیحیوں کا روحانی فائدہ مدِ نظر ہے۔ کہیں ذاتی فائدہ کے لحاظ سے شرابیوں کی طرح مجھ پر الزام نہ لگادیں کہ

ہنگام وعظ چرب زبانی ذرا سنو
یوں تو دکھائی دیتے ہیں واعظ غریب سے

غیر مسیحی کا نوٹس مسیحی میں دیکھ کر یہہ چند سطور لکھنے پر مجبور ہوا۔ اب توجہ کرنا نہ کرنا آپکا کام ہے۔ میں اپنے مسیحی فرض سے سبکدوش ہوا۔ ابھی تو شاید آپ کہینگے کہ

سوجھی ہے آج حضرت واعظ کو دور کی
ہمکو ڈرا رہے ہیں عذاب قریب سے

لیکن یقیناً اُس کے بند ہونے پر اُسکے فوائد اور نقصانات معلوم ہونگے۔ میری دعا ہے کہ خدا اُسکو قائم رکھے۔ اور دیسیوں کی ہمت پر برکت بخشے۔ آمین

راقم
واعظ

کابل میں برٹش سفارت کی دعوت بڑے تپاک سے ہوئی اور وہ محلات کے نزدیک ایک عالیشان محل میں فروکش کئے گئے ہیں۔

مراسلات

جناب ایڈیٹر نور افشان

سلسلہ کے لئے دیکھو مطبوعہ ۲۰ دسمبر کا پرچہ

س ۔ وہ یہہ بھی کہتا ہے۔ کہ توریت میں جہاں کہیں غیر بنی اسرائیل کے لئے بھائی کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں اِس کا نام بھی آیا ہے۔ پر جہاں کہیں محض بنی اسرائیل کو بھائی کہا گیا ہے۔ وہاں اسمعیل وغیرہ کی اولاد سے ہرگز غرض نہیں لی گئی ہے۔ اور اگر ایسی مراد کسی جگہ لی گئی ہے۔ مخالف اِس کو ثابت کرے۔ واضح ہو کہ ہر جگہ بنی اسرائیل کے لفظ سے مراد ہے۔ نہ کہ بنی ابراہیم سے۔

س ۲۔ وہ یہہ بھی کہتا ہے۔ کہ اگر حضرت محمدؐ کا نسب نامہ بفرض محال حضرت اسمٰعیل تک پہنچ بھی جاوے۔ تو بھی نادرست ہے۔ کیونکہ کتاب اعمال الرسل ۳ / ۲۲ و ۲۶ میں یہہ پیشگوئی حواریں عیسےٰ نے جن کی صداقت کا انکار قرآن شریف کو بھی نہیں۔ حضرت عیسےٰ پر چسپان کی ہے۔ اور نیز حضرت عیسیٰ خود یا قول انجیل یوحنا ۵ / ۴۶ و ۴۷ اِس پیشگوئی کے مستحق ہونے کی مدعی ہے۔ لہٰذا یہہ پیشگوئی کسی طرح سے حضرت محمد صاحب پر عائد نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کسی ناعاقبت اندیش کے نزدیک کچھ دیر کیلئے درست بھی ہو۔ تو یہہ لوگوں کا اپنا ہی اختلاف ہے۔ اور جن کا ثبوت پہنچانا اہل اسلام پر فرض ہے۔ نہ کہ ہم پر۔

صاحبان چونکہ میرے نزدیک اِس عیسائی کے جوابات کی تردید ذرا مشکل تھی۔ لہٰذا میں نے عیسائی کے جوابات کو ہمراہ خط کے مولوی محمد عثمان شریف حیدرآبادی کو بغرض حصول جواب ۲۵ جولائی ۱۹۰۴ء کو روانہ کردیا۔ جن کے جواب میں مولوی صاحب نے اول تو سخت تسہیل و سکوت اختیار کیا۔ مگر میرے متواتر اصراروں پر جو بذریعہ خطوط بندہ اِن سے کرتا رہا۔ اِن کی طرف سے ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء میں حسب ذیل جواب موصول ہوا۔ وہو ہٰذا۔

عزیزی شیخ حسن محمد صاحب سلمہٗ

السلام علیکم۔ رحمت اللہ برکاتہٗ۔ مزاج ہمایوں۔ واضح ہو آپ کا خط پہنچا۔ عیسائی کے اعتراضات کا جواب فی الحال دے نہیں سکتا کیونکہ میرا مزاج بالکل بگڑا ہوا ہے۔ مرزا حیرت صاحب کو لکھئے۔ اگر وہ مناسب سمجھے تو ضرور جواب اپنے اخبار میں شایع کرینگے۔ کیونکہ سوائے دو اعتراضوں کے تمام اعتراضات متن پر ہیں۔ اور متن مرزا صاحب کا ہے۔ پیشگوئیوں کی نسبت جو دو اعتراضات ہیں۔ اِن کا جواب دینا مجھ پر لازم ہے۔ مگر میں نہیں دیتا ہوں اِس لئے کہ انکو میری پیشگوئیوں سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ میری بحث سے تعلق ہے جو میں نے ان پر کی ہے۔ اگر کچھ تعلق ہے بھی تو عہد عتیق کی پیشگوئیوں سے ہے۔ جو آنحضرت کی نسبت ہیں آپ کے معلومات کے لئے جواب دیتا۔ مگر کیا کروں۔ علالت کے سبب مجبور ہوں۔ کتابیں دیکھ نہیں سکتا۔ ہٹ دھرم عیسائیوں کا خاصہ ہے کہ جب گت جاتے ہیں تو [illegible] چھوڑ دیتے ہیں۔ تا بحث کی شاخ پیدا ہو جائے۔ اِس لئے میں متن ([illegible]) کو چھوڑنے نہیں دیتا۔ عیسائی مذہب کو جھٹلانیکا عمدہ اور آسان طریقہ یہہ ہے۔ کہ بائبل سے آنحضرت کے نسبت پیشگوئیاں بتادینا ایک ہی کیوں نہ ہو۔ یا مروجہ بائبل کو انسانی اور قرآن مجید کو آسمانی کر دینا۔ اِن میں سے کوئی ایک بات بھی ثابت ہو جاوے۔ تو بحث کا خاتمہ ہے۔ یعنی اسلام کی حقانیت ثابت ہو جاوے گی۔ پھر دوسری باتوں پر بحث کرنا فضول ہے۔ اِسی وجہ سے "رسالت محمدیہ" میں پیشگوئیاں لکھدیں۔ اور ایک دو ورقہ لکھا جس میں دنیا کو آسمانی کتاب کی ضرورت اور قرآن مجید کا آسمانی ہونا اور مروجہ بائبل اور وید کا آسمانی نہ ہونا بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت کیا گیا ہے۔ یہہ تمام مخالفین اسلام یعنی عیسائی ہندو آریہ برہمو وغیرہ میں تقسیم کرنیکے قابل ہے چند انگریزی کاپی تقسیم کیلئے مرسل ہیں اور اسکی اردو بھی زیر طبع ہے بعد عشرہ میں اسکی بھی چند کاپی روانہ کیجائینگی۔ دیگر اتنک کوئی نہیں پہنچی) آپ عیسائی کو سبب لاجواب ہو چکے

پست ہمت ہوجیے مرزا حیرت صاحب نے بالکل ٹھیک لکھا ہے اگر وہ کسی وجہ سے جواب نہ لکھ سکے۔ تو مولوی فیروز الدین ڈسکوی مدرس سیالکوٹ کو لکھئے۔ وہ ضرور انوار اسلام میں جواب شایع کرینگے۔ ایک انگریزی کتاب قابل دید ہے۔ اور عیسائیوں کو بتانیکے قابل ہے۔ اسمیں۔ بہت سی پیشگوئیاں انجیل توریت زبور سے آنحضرت کی نسبت مندرج ہیں۔ اور بہت سے متفرق اعتراضوں کا جواب بھی ہے ضرور اس کو دیکھئے۔ اور اس عیسائی کو بتایئے۔ اگر ہوسکے۔ تو اسکا جواب بھی لکھنے کیلئے کہئے۔ اِس کے نام اور پتہ سے ہفتہ عشرہ میں اطلاع کرونگا (مولوی صاحب نے آج تک کتاب کا نام نہیں بتایا) جبکہ اردو پرچہ روانہ کروں گا فقط۔

دھوا ہذا۔

دستخط مولوی صاحب انگریزی۔

مولوی محمد عثمان شریف ؛

چونکہ میری خط و کتابت نہ تو مرزا حیرت صاحب اور نہ ہی مولوی فیروز الدین ڈسکوی سے ہوئی تھی۔ اور نہ ہی ان صاحبان میں سے اول الذکر کا مجھ کو پتہ معلوم تھا۔ لہٰذا میں نے مورخہ ۸ر اکتوبر ۱۹۰۴ء کو ایک خط بدیں مضمون لکھا۔

مولوی صاحب اسلام علیکم

"چونکہ ان صاحبان سے جن کا آپ نے اپنے خط میں ذکر کیا۔ تعارف نہیں ہے اور دوسرے انہوں نے کوئی اسلامی ہینڈبل عوام میں تقسیم کے لئے میری طرف نہیں بھیجا۔ مگر جناب نے لہٰذا التماس ہے۔ کہ برائے مہربانی میرا ۲۵ جولائی ۱۹۰۴ء والا مرسلہ مرزا حیرت صاحب یا مولوی فیروز الدین صاحب کو بجنسہٖ بھیجکر ان کو نہایت کردیں کہ جو صاحب اس رسالہ کا جواب دینے پر آمادہ ہو۔ وہ اگر قلمی جواب میری طرف تحریر کریں۔ تو عین نوازش ہے اور اگر کسی رسالہ یا اخبار میں شایع کریں تو اس کا پورا پتہ بذریعہ کارڈ مجھ کو دیں۔ تاکہ میں اس کو منگوالوں ؛

مگر افسوس۔ کہ اسوقت تک مولوی صاحب نے بالکل خاموشی اختیار کی ہے۔ اور اس خاموشی سے ناظرین اخبار نور افشان اپنے نتیجہ نکال سکتے ہیں ؛

اب مضمون ہذا کو علمائے اہل اسلام کے آگے التماس ہے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے۔ شائستگی۔ اور قرآن شریف کی تعلیم مدنظر رکھکر ہر ایک نمبر کا جواب بالترتیب اخبار نور افشان میں شایع کراکر مجھ کو مشکور فرمادیں۔ اور جواب پورا اور مکمل اور مختصر اور قرآن کی تعلیم سے ثابت کرکے دیں۔ بد تہذیبی کو کام میں نہ لائیں۔ اور ایک ماہ کے اندر جواب دیں ؛

خاکسار

شیخ حسن محمد طالب علم مشن سکول جلال پور جٹان ضلع گجرات پنجاب

خداوند مسیح کے جی اُٹھنے کا تواریخ وواقعات متعلقہ سے ثبوت

(۱) خداوند مسیح کی موت و کفارہ توریت و انبیا صحایف کا مغز ہے۔ چنانچہ قریباً پیدایش کی پہلی کتاب سے ملاخی نبی کی کتاب جو پرانے عہد نامہ کی آخری کتاب ہے ہمارے خداوند کی نسبت صراحتاً و کنایتاً مختلف پیشین گوئیاں پائی جاتی ہیں۔ انہیں سے چند اُسکی موت و کفارہ کا کھلا کھلا ذکر کرتی ہیں۔ اور بعض مقامات سے اُس کے جی اُٹھنے کا بھی پتہ لگتا ہے۔ پس اگر مسیح جی نہیں اُٹھا تو اسکی موت نہ صرف محض بے مطلب ہی ٹھہرتی ہے۔ بلکہ کفارہ ناقص و ناتمام ٹھہرا۔ اور ہماری اُمید بھی اس کفارہ سے موہوم ٹھہری۔ چنانچہ پولوس حواری بھی اخط قرنتی ۱۵ باب ۱۴-۱۷ میں یوں فرماتے ہیں"۔ اور اگر مسیح جی نہیں اٹھا تو ہماری منادی عبث ہے اور تمہارا ایمان بھی عبث" پھر اگر مسیح نہیں اٹھا تو تمہارا ایمان بیفایدہ ہے تم اب تک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو"۔

کیونکہ مسیح کا جی اُٹھنا اُس کے کفارہ کے کام پر خدا کی رضامندی و مقبولیت کے اظہار کی مہر ہی پولوس رسول خط رومیوں ۱ باب ۴ آیت میں فرماتے ہیں"۔ مگر قدوسی کی روح کی نسبت قدرت کے ساتھ اُس کے جی اُٹھنے ہی سے خدا کا بیٹا ثابت ہوا" ؛

پس ہماری پہلی دلیل کفارہ کی ذات و خاصیت پر مبنی ہے اور وہ یہہ مطلب کرتی ہے کہ مسیح کفارہ دینے کے بعد مردوں میں سے جی اُٹھے۔ ثانیاً۔ مسیح کی موت شہیدانہ موت نہ تھی اور نہ ہی وہ اپنے کسی گناہ کے باعث صلیب پر دیا گیا۔ پس لازم آتا ہے کہ اُسکی موت کفارہ کے طور پر بنی آدم کے واسطے ہوئی۔ اور اگر کفارہ کے طور پر وہ بنی آدم کے واسطے مصلوب ہوا تو ہماری مذکورہ بالا دلیل کے مطابق اُس کا جی اٹھنا ضرور تھا۔ چنانچہ اُسکا کفارہ ہونا صدہا مقامات انجیلی میں مذکور ہوا ہے۔ منجملہ اُن کے دو حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ ۱۔ خط یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت میں لکھا ہے۔"اور اپنے بیٹے کو بھیجا کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو۔ پھر۔ ا قرنتی ۱۵ باب ۳ آیت میں مندرج ہے۔ جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح ہمارے گناہوں کے واسطے موا اور گاڑا گیا اور تیسرے دن کتابوں کے موافق جی اُٹھا ؛

(باقی آیندہ)

راقم

جے۔ ایم۔ غلام مسیح مین پوری

بحیرہ شمالی کے فسادِ ٹرالران کی تحقیقات میں روسیوں کی چالاکیوں کی عجیب افواہیں مشہور ہیں۔ روسیوں نے کئی خفیہ ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں کہ ماہی گیروں کو رشوت دیکر ورغلائیں کہ وہ حلفیہ بیان کریں کہ تارپیڈو بھی موجود تھے۔ اسپر لنڈن کے روسی سفیر نے اعلان کیا ہے کہ خفیہ ایجنٹوں کی خبر غلط ہے ؛

جانتاہوں کہ جیساخدا ویساہی انسان بھی عادل اور رحیم ہردو ایک ہی وقت میں ہوسکتاہے۔ مگر بالیقین خداکی بابت یہہ قرانی خیال نہیں ہے ؛

علاوہ ازیں قرآن میں ایک اور آیت ہے جو شفاعت کے خیال کی عین نقیض ہے "من یعمل سوءً یجز بہ" اِس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فعل بد کرتاہے تحقیق وہ اُسکی سزا پاویگا" پس اب نبی پر یہ این نظر کہ وہ شفیع ہے بھروسہ کرنیکی کونسی وجہ باقی رہ گئی ہے۔ لفظ مَن سے ظاہر ہے کہ کوئی محمدی کسی صورت سے نجات حاصل نہیں کرسکتا بلا اِس بات کے کہ پہلے اِسکو گناہ کی سزا مل جاوے۔ جس وقت یہہ آیت نازل ہوئی تو ابوبکر جو پہلا خلیفہ تھا ہیبت سے چلا اُٹھا کہ یارسول ہم میں سے کون کبھی نجات پاسکتاہے؟ نبی نے جواب دیا۔ اے ابوبکر کیا تو کبھی بیمار نہیں پڑا؟ پس یہی سزائیں ہیں جو تجھکو تیرے گناہوں کی مل گئیں۔ (ظاہر الحق)۔ میں یقین کرتاہوں کہ میرا دوست میرے ساتھ اِس امر میں اتفاق کریگا کہ امراض گناہ کی نہ تو تلافی کرسکتی ہیں اور نہ اُسکی سزا کو دفع کرسکتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ابوبکر نے بھی ایساہی محسوس کیا کیونکہ اُس نے رسول کے جواب سے تسلی پذیر نہو کر یوں آواز بلند کی ؛

کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیرُ العمل
سوءِ اعمالی کثیرٌ زاد طاعاتی قلیل

"اے خدا قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا کیونکہ میرے نیک اعمال کم ہیں بُرے اعمال بہت" ؛

بوجہ ان تمام باتوں کے میں مسٹر محمد محسن صاحب سے یہی عرض کرتاہوں کہ وہ اپنی ہی تحریک کے مطابق عمل کرے اور اسلامی علم الٰہی کی لغت سے لفظ رحمت کو نکال دے۔ نیازمند مولوی حاجی حکیم سلطان محمد۔ ازکانپور ؛

(۷) من یعمل سیئۃً فلا یجزیٰ الا مثلہا" جو کوئی بُرا کام کرتاہے تو اسکو ویسی ہی سزا ملیگی" اِس آیت کو بھی

پرغور کیا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت دین محمدی میں کسی صورت سے نجات نہیں ہے پھر بھی میں نے کئی ایک آیات اسی مضمون کی موید و معین دیکھیں اور کئی ایک احادیث کو دیکھا چنانچہ بعض اُن میں سے مشکوٰۃ کتاب الایمان میں موجود ہیں۔ اور ایک ماہ تک میں قرآن کو تنہا خوب غور سے دیکھا کیا جب کہ کچھ بھی مدد نہ آئی تب میں بوقت شام مولوی علیخان صاحب کے مکان میں اور حافظ ناصر حسین صاحب بھی موجود تھے میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب آپنے اِس آیت کی طرف غور کیا ہے آیت مذکورۃ العدر کو میں نے سُنادیا۔ مولوی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ البتہ اِس کا مضمون بہت ٹھیک ہے اور یہی مقتضاء عدل کی ہے۔ پس میں نے کہا کہ بیشک مقتضاء عدل تو یہی ہے مگر شفاعت رسول سے انکار کیجئے اور جس قدر احادیث کہ اِس مطلب کی مددگار ہیں سب کو دھو ڈالئے مولوی صاحب نے کہا کیوں۔ میں نے کہا اِس لئے کہ سفارش منافی ہے عدل کی دوسرے یہہ کہ نجات بالاعمال لازم ہوگی پس میں نے مولوی صاحب کو تمثیل ذیل کو سُنادیا کہ بالفرض ایک حاکم نے اپنی رعایا کے لئے ایک ایسا مضمون شائع کیا کہ "من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ"۔ پس ایک شخص نے جو کہ اِس قاعدہ سے واقف بھی تھا اِس کے خلاف کیا کہ ایک سال کی قید کا مستوجب ٹھہرا اور حاکم نے ایک برس کی قید کرنیکا حکم صادر فرمایا۔ بعد اُس کے ایک خاص ملازم اُسکی سفارش کرنیکے لئے آیا اور اُس سے کہا کہ فلاں شخص نے اگرچہ خلاف قانون کے فعل کیا مگر آپ اُسکو معاف فرمائیگا۔ پس دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو اُسکی سفارش کو مانیگا اور اُسکو چھوڑ دیگا۔ یا اُسکی سفارش کو رد کردیگا اور اُسے قید میں رکھ دیگا۔ پس باختیار شق اول بادشاہ نے اپنے حکم کا عدول کیا اور یہہ سخت امر ہے۔ اور باختیار الشانی شفاعت باطل ٹھہر گئی اور محمد صاحب کا کذب ثابت ہوجائیگا کیونکہ انہوں نے بہت سی احادیثوں میں کہا ہے کہ میں شفاعت کرونگا۔ اگر ہم نجات بالاعمال کو مان بھی لیں تو بھی دین اسلام کے اصول کے موافق ہم ابدالآباد اُس کے دوزخ میں

نور افشاں

۸ جنوری ۱۹۰۵

جلتے رہینگے کیونکہ احادیثوں سے ثابت ہے کہ اگر ہم ہزار برس عبادت کریں اور خدا کی مرضی پر چلیں لیکن بوقت مُردن مردود اور بے ایمان مرجاینگے اور اگر تمام عمر بھر لہو ولعب کریں تو بوقت مردن جنت میں جائینگے۔

پس ایسے بلا بنیاد قواعد پر فریفتہ ہو جانا عقل انسانی سے بعید ہے۔ پس ہم کو ایسے منجی کی تلاش کرنا چاہئے جس کا یہہ کلام ہو۔ "اے تم جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا" مولوی صاحب اس آیت کو سنتے ہی پریشان ہوگئے اور ہم دونوں میں مدت چھہ ماہ تک مباحثہ خفیہ رہا غرض آنکہ یہاں سے مجھے دین محمدی کی تفتیش کرنی پڑی یہانتک کہ خداوند نے مجھ غریب کو اپنا سیدھا رستہ بتایا اور نجات ابدی کا وارث بنایا اور اب میری یہی دعا ہے کہ میرے تمام محمدی بھائیوں کو بھی اس راستہ پر لائے آمین۔ الراقم حاجی سلطان محمد از کانپور ۱۳ اگست سنہ ۱۹۰۳ء

(۲) من یعمل سوءً یجز بہ "جو شخص برا عمل کرے ضرور اُس کی جزا پاویگا۔ یا جزا دیا جاویگا" ساتھ اس کے حرف من دلالت کرتا ہے کہ جو شخص برا عمل کرے ضرور ہے کہ اُسکی جزا دیکھے اور قیامت میں ماخوذ ہو جاوے محمدی صاحبان بتادیں کہ کیونکر حضرات محمدی اس قاعدہ کے بموجب نجات پاوینگے یا محمد صاحب شفاعت کرینگے۔ اور کیونکر خدا اپنے قانون سے عدولی کریگا۔ اس مضمون کے برخلاف جناب محمد محسن صاحب نے جو کہ اٹاوہ سے اخبار اپی فینی میں شائع کیا تھا اور اُس کے جواب بمعہ رد اور دلائل کے اسی اخبار میں میں نے بھی شائع کیا تھا اب اُسکو میں یہاں درج کرتا ہوں تا محمدی مباحثین سے ہمارے اگر احباب واقف ہو جاویں اور اُن کے حُسن اخلاق پر ہزار ہا آفرین کہیں۔ وہ یہہ ہے۔

محمد محسن صاحب سے تحریری مباحثہ

بخدمت اڈیٹر ایپی فینی۔

فَمن یَعمل مِثقالَ ذرّۃ خَیراً یرہ ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ

جنابمن۔ میں آپ کے کارسپانڈنٹ مسٹر ایم محسن کا ممنون ہوں کہ اس نے ایک شخص کو اس بات

کا موقع عنایت کیا کہ وہ اس کے فایدہ کی خاطر مذکورہ بالا آیت کے زیادہ تر عمیق معنی کی تحقیق کرے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ وہ نہایت ہی خطرناک طور پر دو متفرق باتوں کو خلط ملط کر رہا ہے۔ یعنی عدل اور رحم کو۔ اور اگر اُس کے اقتباس پر کچھ کہا جا سکے تو یہہ دو نام ہیں جو اُس نے اپنے خط میں منظور کئے ہیں۔ مگر میں اس امر کو اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں اپنے استاد کے اس طریقہ کی پیروی کروں جس سے وہ اپنے مخالفین کے ساتھہ برتاؤ کیا کرتا تھا۔ یعنی کہ ایسی غلطیوں کا حلم اور بردباری سے انسداد کروں جیسا کہ حافظ کہتا ہے۔

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی ٭ جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خوارا ٭

مسٹر محسن نے آیت مذکورہ کا مطلب نہیں سمجھا اور میں بڑی سنجیدگی کے ساتھہ امید کرتا ہوں کہ وہ اس آیت پر زیادہ تر عمیق نظر سے دیکھے گا۔ اس کا بیان ہے کہ "شفاعت کے ذریعہ نجات یافتگی کے طریقہ سے خدا کی ذات کا رحیم پہلو منکشف ہوتا ہے۔" مگر میرے دوست کو یہہ خیال رہے کہ اوپر کی آیت میں لفظ "رحم" کو نجات کے محمدی نظام میں کچھ دخل نہیں ہے۔ اور خدا اپنی خلقت میں سے کسی پر بھی رحم نہیں کریگا ورنہ آیت متنازعہ فیہ باطل ٹھہریگی۔ از روئے قرآن ہر ایک شخص کا ذرہ ذرہ اور نہایت دقیق طور پر حساب ہوگا اور اُسی کے مطابق اُسکو جزا یا سزا ملیگی۔ پس وہ مجھے بتلادے کہ اُس کی رائے کے مطابق وہ رحمت کہاں پر ملسکتی ہے جس کا اس نے ذکر کیا ہے؟ اور نجات بذریعہ شفاعت کا خیال ذیل کی دو باتوں سے ناممکن ٹھہر جاتا ہے۔

اول۔ اگر ہم یہہ تسلیم کریں کہ شفاعت کیجاویگی۔ تو سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ شفاعت کس وقت کیجاویگی؟ سزا سے پہلے یا بعد میں؟ پس اگر پیشتر تو آیت ہذا بے معنی ٹھہرتی ہے۔ اور اگر بعد میں تو بتلاؤ کہ اس کی ضرورت کیا ہے؟ پس ظاہر ہے کہ قرآن میں شفاعت کا صرف قیاس ہی قیاس ہے۔ میں

واقعات اور رائیں

جرمن کا ایک شخص اپنے بیٹے کو طوطے کی طرح پنجرے میں پالتا ہے۔ لڑکے کی عمر اِس وقت تین سال کے قریب ہے۔ گرمی میں اِس کا پنجرہ مکان کے صحن میں رہتا ہے اور جاڑے میں اندر۔ پولیس کو جب یہہ خبر معلوم ہوئی۔ تو ایک افسر تحقیقات کے لئے اِس شخص کے مکان پر بھیجا گیا۔ مگر اُس نے کسی طرح کا خوف نہ کیا اور افسر پولیس کو بے تکلف اندر لے جاکر پنجرہ دکھادیا۔ اور اُس سے کہا۔ کہ میرا اور کوئی نہیں۔ جو میری غیر حاضری میں اس بچے کی خبرگیری کر سکے۔ اِس واسطے میں اِس کو پنجرے میں رکھتا ہوں۔ خدا اور بادشاہ کی طرف سے میں اپنے بچے کا مالک ہوں جس طرح چاہوں پالوں۔ میں اِس کو ہر روز نہلاتا ہوں کھانا کھلاتا ہوں اور رات کو اپنے ساتھ سلاتا ہوں چونکہ قانون میں ایسی کوئی دفعہ نہیں جو والدین کو اِس طرح اولاد کی پرورش کرنے سے منع کرے اِس لئے پولیس افسر حیران ہوکر چلا آیا (تہذیب النسواں) ٭

لیڈی کرزن صاحبہ کی صحت یابی کا بڑا

سبب ہمارے شہنشاہ ہند ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنا خاص ڈاکٹر لیڈی صاحبہ کے علاج کے لئے بھیجا تھا جب ڈاکٹر پہنچا۔ تو اُسے معلوم ہوا کہ جس مکان میں لیڈی صاحبہ رہتی ہیں۔ اُس میں ایک طرف سے باہر کی خراب ہوا آتی ہے۔ چنانچہ اُس نے مکان تبدیل کرادیا اور اُسی روز سے لیڈی کرزن صاحبہ کی صحت میں ترقی ہونے لگی ٭

تہذیب النسواں ٭

مار گزیدہ کا علاج

کپتان راجر صاحب کا خیال ہے کہ سانپ کاٹے کا علاج اِس سے بڑھکر کوئی عمدہ نہیں ہے کہ پرمن گنیٹ پوٹاش زخم پر رکھا جائے اِس علاج کے علاوہ کپتان راجر صاحب نے ایک اور علاج نکالا ہے جسکو سر لینڈر برنگٹن نے پسند کیا ہے ایک نشتر سوا انچ لمبا انہوں نے ایجاد کیا ہے جس سے کاٹے ہوئے مقام پر نشتر لگا دو اُس کے ذریعہ سے پوٹاش کا ست زخم میں پہنچایا جا سکتا ہے۔ یہہ نشتر فرس اسٹین اسمیتھ کمپنی کلکتہ سے ملسکتا ہے جس کے لگانے کی تدبیر دیسی زبانوں میں نشتر کے ساتھ بہم پہنچائی جاتی ہے ٭

پریسیڈنٹ روزولٹ کا انتخاب۔

مسٹر میک انیلی کی موت کے بعد جب سے مسٹر روزولٹ برسر حکومت امریکہ ہوئے ہیں بحالت پریسیڈنٹی ہمیشہ آپ کے احکام منصفانہ۔ آپکی کارروائی بے تعصبانہ اور بلا طرفدارانہ ہوتی رہیں جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ آپ دوبارہ عہدۂ پریسیڈنٹی کے لئے منتخب ہوئے۔ آپ کے ووٹوں کی تعداد ۲ لاکھ تھی یعنے مسٹر میک ایلن سے ۱۹ سو زاید آپ کے مخالف پارکر صاحب تھے جو تمول امریکن میں کچی تھے ہر دلعزیز ہیں مگر وہ نامراد رہے۔ مسٹر روزولٹ کا ایک کام زمانہ پریسیڈنٹی میں ایسا ہوا ہے جس سے اُنکا نام دنیا کے حکمرانوں میں ہمیشہ عزت کے ساتھ یاد رکھا جاویگا جزیرۂ فلپائن کو بزور شمشیر زیر کرنے کے بعد آپکا اُس کو آزادی دینا اور باشندگان کو اپنے اوپر حکومت کرنے کا فن سکھلانا۔ اور محکومی اور غلامی میں رکھنے سے اغماض کرنا ایسا کارنمایان ہے جس پر وہ اور اُنکی قوم فخر کر سکتی ہے۔ مسٹر پارکر نے بھی اسی پالیسی پر چلنے کا وعدہ کیا تھا مگر مسٹر روزولٹ کا امتحان ہو چکا تھا لہذا پھر پانچ برس کے لئے عنان حکومت سلطنت امریکہ سپرد کی گئی ہے۔ ہندوستانی

چلنی واقعی

"اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی" کے مصداق ہیں۔ ہم ماتمی لباس سیاہ پہنتے ہیں اور وہ سفید۔ سفید کپڑے ہمارے ہاں شرافت کی علامت وہاں ماتم کی۔ ہمیں کوئی نیک کہے تو اُس کا شکریہ ادا کریں۔ خوشی سے پھولے نہ سمائیں کہ پبلک میں ایسی ہر دلعزیزی حاصل ہے۔ مگر وہ حضرات اِس لفظ کو گالی سمجھتے ہیں۔ پہنتے تو ریشم کا لباس ہیں مگر دل ایسا سخت کہ پتھر بھی اُس کے سامنے موم ہے۔ ہمارا قطب شمال کی طرف ہے تو اِن کا جنوب کی طرف۔ لکھتے بھی عجیب طرح سے ہیں۔ نہ دائیں سے نہ بائیں سے بلکہ اوپر سے نیچے۔ مسلمان ہوکر سر پر چھوٹی رکھنا تو ایک معمولی بات ہے مگر عورتیں اپنے چہرے اُسترے سے صاف کریں۔ اور مرد میموں والی گون پہنیں۔ یہہ کمال تعجب خیز بلکہ مضحکہ انگیز ہے اپنے تئیں تہذیب کے ایسے اعلیٰ پایہ پر سمجھتے ہیں۔ کہ زبردست سے زبردست یورپین سلطنت اُن سویلائزڈ ہے۔ جبھی خاص مکانات میں داخل نہیں ہونے دیتے گو پچھلے دنوں ایام بغاوت میں اِن کے اِس عقیدے کی قلعی کھل گئی تھی ٭ شراب خواری یعنی دختر رز یا لال پری کی پرستش کے بجائے بی چینا بیگم سے نہایت لگاؤ رکھتے ہیں۔ ہندوستان سے ڈیوڑھی آبادی۔ مگر تقریباً سب کا ایک ہی سا لباس ہے۔ ایک ہی طرز نوشت و خواند اور ایک ہی حکومت۔ جو قابل قدر ہے ٭ (سرحد بنوں)

بجلی سے کاشتکاری۔

ترقی سائنس کی رفتار کی دلچسپ مثال بجلی کا کھیت ہے۔ جو بہت سے پہلوؤں سے اُن بلند پروازیوں کا نمونہ ہے۔ جو گذشتہ نسل کے ماہران علم برق کے صرف خیال میں ہی تھیں۔ ہوا سے بجلی کو جذب کرکے زمین کے نیچے پہنچانے کے آلات تیار ہوگئے ہیں۔ اِس کے لئے لمبے بانس استعمال کئے جاتے ہیں اور تاروں کے ذریعہ بجلی کھیت میں داخل کی جاتی ہے جس سے پودوں کے نشو و نما میں بڑی مدد ملتی ہے ٭ مختلف رنگوں کے برقی لیمپ بھی کھیتوں میں استعمال کئے جاتے ہیں جو پودوں کو وہی فائدہ دیتے ہیں۔ جو دن کے وقت آفتاب کی شعاعوں سے پہنچتا ہے۔ بجلی کے استعمال سے کھیتوں اور باغوں میں ایک بڑا یہہ فائدہ ہے کہ انواع اقسام کے کیڑے جو فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں زائل ہو جاتے ہیں۔ جرمنی کے ایک برقی کھیت میں بجلی نہ صرف مذکورہ بالا خدمات سر انجام دیتی ہے۔

بلکہ فارم کی عمارتوں کو روشنی پہنچاتی اور گرم کرتی ہے اور کاشتکاری کے متعلق تمام مشینوں کو چلاتی ہے حتی کہ ہل بھی بجلی کی طاقت سے چلتا ہے ؛

اشتہارات

اشتہار

میں ایک موضع جس کا نام محمد پور ہے واقع تحصیل سرسہ ضلع حصار جسکی کل اراضی تعدادی ۱۸۱۵ بیگہ کی ہے۔ فروخت کرنا چاہتا ہوں جن صاحبان کو خریدنا اراضی مذکور کو ہووے وہ مجھ سے بذریعہ خط کتابت کل حال دریافت کر سکتے ہیں ؛

المشتہر

سیٹھ رام سہائی مل ولد رکھی کیش گینڈی والہ مقام شہر سرسہ بازار چاندنی چوک

پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکتانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دیدیا ہے اور اسوقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے۔ کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہئے مینیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک مینیجنگ ڈائرکٹر
نولکھا لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۱۱/
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " ۱۲/ " ۲/ ۴
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
چوتھائی کالم	ہیہ	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	ہیہ
پورا کالم	عہ	ہیہ	عہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲/ لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ
" " " معہ محصول عہ
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

نئی اور دلچسپ کتابیں

مطبوعہ کرسچن لٹریچر سوسائٹی

ویدوں کی دیوتا پرستی	۴۰ صفحہ	۳ پائی
وشنوں کے دس اوتار	۱۲۸ "	۲/
تیرتھ	۲۴ "	۲ پائی
ویدوں کی قربانیاں اور چڑھاوے	۲۰ "	۳ "
ویدوں کی ازلیت و ماہیت	۱۶ "	۳ "
تاریخ طاعون	۴۲ "	۹ "
چھوٹی دیگچی خیرات	۱۴ "	۳ "
انگریزوں کے خانگی حالات باتصویر	۱۴۴ "	۲/
انگلستان کی مختصر تاریخ "	۹۴ "	۱/
جاپان "	۹۶ "	۱ر۶ پائی
سیر ہندوستان "	۱۵۲ "	۶/
شریف بیبیاں "	۸۸ "	۱ر۶ پائی
مسیحی مذہب کے ابتدائی حالات	۱۴۴ "	۲/
رشیوں کا آبائی وطن	۵۰ "	۱/
صفائی کی ضرورت	۱۴ "	۳ پائی
آئندہ زندگی کیا آواگون یا ابدی زندگی ہے	۶۶ "	۱/
بچوں کی پرورش	۱۶ "	۳ پائی
مہارانی وکٹوریہ۔ رنگین تصاویر	۳۰ "	۲/
قدیم رومیوں کا تذکرہ باتصویر	۴۸ "	۱/
پرستش حیوانات	۱۶ "	۳ پائی
حکایات باتصویر۔ بچوں کے لئے	۹۴ "	۱/
کشف الحقائق مسیحی دین کے عقلی ثبوت	۲۹۱	۸/
مسیح کی تعلیم	۳۱۹	۴/

معذرت نامہ سقراط جس میں حکیم سقراط اور فلسفہ یونان کا حال بھی درج ہے ۸/

روضۂ اکبری کی آتشزدگی۔ قیصر نیرو کے زمانے یعنی پہلی صدی مسیحی کا ایک تاریخی ناول ۲۱۸ صفحہ ۶/

طیطس یعنے رفیق صلیب ایک قصہ کے پیرایہ میں خداوند مسیح کی زندگی اور موت کے حالات ۳۰۰ صفحہ ۶/

یوویاس نگاسٹی۔ چوتھی صدی مسیحی کا قصہ ۶/

سورج چاند ستارے۔ علم ہیئت کا رسالہ باتصویر ۸/

الیڈا اندڈے کا قصہ معہ تذکرہ ہومر ملک الشعرائے یونان و یونانیوں کا علم الاصنام ۴/

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور کے نام آنی چاہئیں

پادری۔ ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی ڈی۔ اڈیٹر و مینیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ واکلی کے اہتمام سے چھپا